21A

وفاقی وزارتِ تعلیم، حکومت پاکستان (اسلام آباد)

کے منظور شدہ نِصاب کیمطابق

لازمی

اسلامیات

ISLAMIC EDUCATION

ڈگری کلاسوں کیلئے

پروفیسر مفتی منیبُ الرّحمٰن

قائم شدہ ۱۹۵۰

مکتبۂ فریدیؒ
کراچی

ان کا اللہ سے خصوصی رابطہ اور تعلق ہوتا ہے اور ان کا کام اللہ کے پیغامِ ہدایت کو بندوں تک پہنچانا ہے۔

ختمِ نبوت

پاکستان کی تاریخ میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا دن تاریخی اہمیت کا حامل ہے، اس دن پاکستان کی قومی اسمبلی نے پوری قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا اور اب وہ آئینی طور پر مسلمانوں سے الگ قوم ہیں اور دیگر غیر مسلموں کی طرح ایک غیر مسلم اقلیتی فرقہ ہیں۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "ختم نبوت" کے مفہوم کی مختصراً وضاحت کر دی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں جس قدر چیزیں پیدا فرمائی ہیں ان کو تدریجاً اپنے کمالِ طبعی تک پہنچایا ہے اور جب تک کوئی چیز اپنے کمال طبعی تک نہیں پہنچتی اس میں تغیرات ہوتے رہتے ہیں اور اس طرح وہ ارتقائی منازل طے کرتی ہوئی اپنے منتہائے کمال تک جا پہنچتی ہے۔

یہی قانونِ قدرت نظامِ شریعت اور سلسلۂ نبوت و رسالت میں جاری و ساری رہا۔ شرائع، احکامِ الٰہی اور نبوت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السّلام سے شروع ہوا اور ارتقائی منازل طے کرتا ہوا سید الانبیاء ختم المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ تک پہنچ کر اپنے نقطۂ عروج کو پہنچ گیا۔ رسالت، نبوت اور شریعت کی تمام عظمتیں آپ پر ختم ہو گئیں اور اب ان میں اضافے کا کوئی امکان نہیں۔

انبیاء سابقین علیہم السّلام کی شریعتیں اور سیرتیں زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط نہ تھیں مثلاً عیسیٰ علیہ السّلام نے تجرد کی زندگی گزار دی اور ازدواجی زندگی کے لیے ان کی سیرت میں کوئی نمونہ نہیں۔ سلیمان علیہ السّلام نے شاہی زندگی گزاری اور فقر کے لیے ان کی زندگی میں کوئی اسوہ نہیں۔ اسی طرح سابقہ شریعتوں میں سیاست اور عبادت کا الگ نظام تھا۔ یہ سب جزوی شریعتیں تھیں۔ اس لیے ایک جامع اور کامل نبی کی ضرورت تھی۔

جس کی سیرت میں انسان کی زندگی کے ہر شعبہ کے لیے ہدایت ہو۔ قیامت تک پیش آنے والے حالات اور مسائل کے لیے رہنمائی اور حل موجود ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (سورۃ المائدہ، آیت ۳)

"آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا۔"

قرآن نے اس آیت میں واشگاف الفاظ میں اعلان فرما دیا کہ دین مکمل ہو گیا ہے اور وحی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جو ہدایات دینا تھیں وہ خاتم النبیین کے ذریعے دے دی گئیں۔ اب نہ کسی وحی کا انتظار ہے نہ کسی نبی کا۔

جب تک سلسلۂ نبوت و رسالت جاری رہا۔ ایک نبی آتا اور اللہ کی دی ہوئی ہدایات کو اپنی اُمت تک پہنچاتا۔ پھر دوسرا نبی آتا اور اس نظامِ اخلاق اور احکامِ شریعت کی تکمیل کرتا اور سلسلۂ رُشد و ہدایت کو آگے بڑھاتا۔ بعض انبیاء و رسل اصحابِ شریعت تھے اور بعض سابق نبی کی شریعت کی تجدید کے لیے یا اپنے ہی دور کے صاحبِ شریعت نبی کی معاونت و رفاقت کے لیے تشریف لائے۔ پہلے نبیوں کی زندگی اور سیرت میں حیاتِ انسانی اور نظامِ اخلاق کا کوئی حصّہ رہ جاتا تو اسے پورا کرنے کے لیے دوسرا نبی آتا۔ مگر پھر بھی ایسے نبی کی ضرورت باقی تھی جو آکر اخلاقیات، معیشت، معاشرت، سیاست حتیٰ کہ زندگی کے تمام شعبوں کے لیے سلسلۂ رشد و ہدایت کو مکمل کر دے تاکہ ادھورے اخلاق پورے ہو جائیں۔ دین و دنیا کے تقاضے پورے ہو جائیں۔ چنانچہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ایسا جامع اور کامل نظام پیش کیا کہ جس میں ایک عالم سے لے کر عابد تک، سپاہی سے لے کر سپہ سالار تک اور تاجر سے لے کر قاضی تک سب کے لیے ہدایت ہے۔ آپ کی آمد سے پہلے انسانی اخلاق کے جو شعبے نا تمام

21B

21C

تھے وہ تمام اور کامل ہو گئے۔ اسی لیے آپ نے فرمایا،

"بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ"

"میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں"

پہلے انبیاء مخصوص قوموں کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوتے تھے، اس وقت اور اس زمانے میں حکمتِ خداوندی کا تقاضا یہی تھا۔ آخر کار رحمتِ خداوندی نے تقاضا کیا کہ تمام انسانیت کو اپنی آغوش میں لے لے۔ اور ایک ایسا نبی بھیجے کہ جس کی شریعت میں رنگ و نسل خاندان اور قبیلہ خطہ و ملک اور زبان و بیان کی کوئی قید نہ ہو جس کا پیغامِ ہدایت قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے ہو اور جس کے بعد کسی بھی قبیلے، قوم یا خاندان کے لیے کسی ہادی کی ضرورت باقی نہ رہے چنانچہ آپ تشریف لائے اور اعلان فرمایا:

۱۔ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا

(سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۸)

"اے لوگو! میں تم سب کے لیے رسول اور ہادی بن کر آیا ہوں"

۲۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (سورۃ سبا، آیت ۲۸)

"اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے"

لہٰذا اگر کوئی شخص یا فرقہ آپ کے بعد کسی شخص کی نبوت کو جائز سمجھتا ہے تو وہ قرآن کی ان آیات کا منکر قرار پائے گا اور قرآن کا منکر صریح کافر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء سابقین پر جتنی کتابیں بھیجیں ان میں سے کسی کی حفاظت کا وعدہ نہیں فرمایا چنانچہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بعض کا تو نام و نشان بھی باقی نہ رہا اور جو رہ گئیں وہ بھی تحریف سے بچ نہ سکیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نازل فرمایا تو اس کی حفاظت کا ذمہ بھی لیا اور جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے۔ نزولِ قرآن کو چودہ صدیاں

بیت گئیں مگر آج تک ایک حرف اور ایک لفظ کا بھی ردوبدل نہ ہوا۔ یہ قرآن اور صاحبِ قرآن کا جیتا جاگتا معجزہ ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ⑨

(سورۃ الحجر، آیت ۹)

"ہم ہی نے ذکر (قرآن) اُتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"

اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی فرمادیا کہ قرآن صرف اپنے زمانۂ نزول کے لیے ہی پیغامِ ہدایت نہیں بلکہ قیامت تک سب انسانوں کے لیے ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ

(سورۃ الانعام، آیت ۱۹)

"مجھ پر یہ قرآن اس لیے وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعے تمہیں (یعنی عہدِ نبوت کے لوگ)، اور (قیامت تک) ہر اس شخص کو ڈراؤں جس تک یہ پیغام پہنچے"۔

حضور اکرم ﷺ سے پہلے انبیاء کرام کسی مخصوص علاقے کے لیے ہوتے تھے اور انہی لوگوں کی ہدایت اس نبی کے فریضۂ نبوت میں شامل تھی۔ اللہ کی حکمت نے چاہا کہ ایک ایسا نبی آئے جس کا مشن ملکوں اور علاقوں کی حدود و قیود سے ماوراء ہو جس کا پیغام سب کے لیے ہو اور جس کے سایۂ رحمت میں ہر ایک کو پناہ مل سکے۔ چنانچہ بالآخر ختم المرسلین ﷺ تشریف لائے اور آپ کی نبوت عامہ اور کاملہ کا اعلان ان الفاظ میں کیا گیا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

(سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

اور ارشاد فرمایا:

21D

تبٰرک الذی نزل الفرقان علٰی عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیرا (سورۃ الفرقان آیت ۱)

"بڑی برکت والا ہے وہ رب جس نے اپنے بندۂ خاص پر فرقان (قرآن) اتارا تاکہ وہ اس کے ذریعے تمام جہانوں کو (اللہ کے عذاب سے) ڈرائے"۔

اور پھر واضح طور پر اعلان فرمادیا کہ:

یہ نبی اب آخری نبی ہے، اس کے بعد کوئی اور نبی یا رسول (تشریعی یا غیر تشریعی، ظلی یا بروزی، اصلی یا تبعی) نہیں آئے گا"۔

ارشاد ہوا:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین (سورۃ الاحزاب، آیت۔ ۴۰)

محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں"۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے دھوکا دینے کے لیے لفظ "خاتم" کی یہ تفسیر کی کہ خاتم کے معنی مہر کے ہیں۔ لہٰذا آپ نبوت کی مہر ہیں۔ آپ جس پر مہر لگادیں وہ نبی بن جاتا ہے اور مرزا جی پر بھی بقول ان کے آپ نے مہر لگادی اس لیے وہ نبی ہوئے۔ جواباً گذارش ہے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ سلسلۂ نبوت آپ پر ختم ہوگیا ہے۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوسکتا۔ ورنہ نبی بنانا حضور کا کام نہیں اللہ کا کام ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

"اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ" (سورۃ الانعام آیت ۱۲۴)

"اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کسے رسول بنائے اور امانتِ نبوت و رسالت کسے تفویض کرے"۔

خود حضور ﷺ نے فرمایا:

"لا نبی بعدی" میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور فرمایا:

"ختمت بی الانبیاء" مجھ پر سلسلۂ نبوت ختم کر دیا گیا ہے۔

آخرت

عقیدۂ آخرت اسلام کے بنیادی اور اہم ترین عقائد میں سے ایک ہے یوں کہہ لیجیے کہ اسلامی ایمانیات، عبادات، اور اخلاقیات کی عمارت جن ستونوں پر قائم ہے اُن میں سے ایک مرکزی ستون "ایمان بالآخرۃ" ہے۔ "ایمان بالآخرۃ" سے مراد یہ ہے کہ اس بات پر کامل یقین رکھنا کہ یہ ساری کائنات ایک دن فنا ہوجائے گی اور تمام انسان مرنے کے بعد دوبارہ اللہ کی قدرت سے جی اُٹھیں گے۔ پھر اللہ کی عدالت میں ان تمام اعمال کا حساب و کتاب اور بازپرس (ACCOUNTABILITY) ہوگی جو اُنھوں نے اپنی دنیوی زندگی میں کیے ہوں گے پھر ان کے لیے جنت یا جہنم کی صورت میں جزا یا سزا کے فیصلے کا نفاذ ہوگا۔ آخرت کی اسی مسئولیت، محاسبے، جواب دہی اور جزا و سزا پر ایمان رکھنے کا نام عقیدۂ آخرت ہے۔ اسلام کی رو سے یہ دنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالجزاء، یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہاں انسان عمل کا جیسا بیج بوئے گا آخرت میں جزا کے طور پر ویسا ہی پھل پائے گا۔ اس لیے قرآن کہتا ہے:

وان الدار الاٰخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون ○ (سورۃ العنکبوت، آیت ۶۴)

"اور بلاشبہ دار آخرت ہی حقیقی زندگی ہے۔ کاش کہ لوگ اس حقیقت کو سمجھ سکیں"۔

قرآن مجید میں آخرت کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے اور قرآن نے آخرت کا ذکر مختلف ناموں کے ساتھ کیا ہے جن سے درحقیقت اس کی مختلف صفات اور کیفیات کا

21E

مرزا غلام احمد قادیانی نے دھوکا دینے کے لیے لفظ "خاتم" کی یہ تفسیر کی کہ خاتم کے معنی مُہر کے ہیں۔ لہٰذا آپ نبوت کی مہر ہیں۔ آپ جس پر مہر لگا دیں وہ نبی بن جاتا ہے اور مرزا جی پر بھی بقول ان کے آپ نے مہر لگا دی اس لیے وہ نبی ہوئے جواباً گذارش ہے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ سلسلۂ نبوت آپ پر ختم ہو گیا ہے۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا۔ ورنہ نبی بنانا حضور کا کام نہیں اللہ کا کام ہے، اللہ کا ارشاد ہے: